سلسلہ مواعظ حسنہ ۸۸

ایمان اور عملِ صالح کا ربط

قرآن پاک کی روشنی میں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس

مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

Tel: (92-21) 34992176

ضروری تفصیل

نامِ وعظ:	ایمان اور عملِ صالح کا ربط (قرآنِ پاک کی روشنی میں)
نام واعِظ:	عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الی مأۃ و عشرین سنۃ
تاریخ وعظ:	۱۷ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ
وقت:	گیارہ بجے صبح
مقام:	مسجدِ اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال۔ ۲ کراچی
موضوع:	عملِ صالح کے مدارج کا ایمان سے تعلق
مرتب:	سید عشرت جمیل میر صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی
کمپوزنگ:	مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی
اشاعتِ اوّل:	ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق اپریل ۲۰۱۰ء
تعداد:	۵۰۰۰
ناشِر:	کُتب خانہ مظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان اور عملِ صالح کا ربط
(قرآنِ پاک کی روشنی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً

(سورۃ النحل، آیت:۹۷)

بالطف حیات کے حصول کا طریقہ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جو شخص عملِ صالح کرے گا مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی چاہے مرد ہو یا عورت، دونوں میں مساوات ہے عَلٰی سَبِیْلِ التَّسَاوِیْ وَ عَلٰی سَبِیْلِ الْمَسَاوَاتِ، دونوں کے لیے ہمارا وعدہ ہے کہ ہم دونوں کو ضرور بالضرور بالطف زندگی دیں گے کیونکہ مرد و عورت دونوں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے دونوں کو نعمتِ بالطف حیات سے مشرف فرمایا ہے لیکن ایک شرط پر فرمایا کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جو نیک عمل کرے گا۔ اس مثبت شرط میں منفی شرط موجود ہے کہ غیر صالح عمل نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ بالطف زندگی نافرمانی سے نہیں پاؤ گے۔ اس لیے چوری چھپے حرام مزہ حاصل کرکے زندگی کو غیر شریفانہ طور پر ضائع نہ کرو کیونکہ بالطف حیات میرے ہاتھ میں ہے، جو تم کو حیات دے سکتا ہے وہ بالطف حیات نہیں دے سکتا؟

از رُوئے حدیثِ پاک گناہ کی دو علامات

تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مَنۡ عَمِلَ صَالِحاً کی شرط لگائی ہے کہ جو نیک عمل کرے گا، صالح عمل کرے گا، اچھا عمل کرے گا اور اچھا عمل کیا ہے؟ جس سے ہم خوش ہوں اور بُرا عمل کیا ہے جس سے ہم ناراض ہوں، اس کے لیے آپ کو کنز الدقائق پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، یہی فارمولا اور تھرمامیٹر سامنے رکھ لو کہ جب کوئی عمل کرو تو اپنے دل سے پوچھ لو کہ یہ عمل اچھا ہے یا بُرا، اور یہ آپ کا دل بتادے گا کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کی دو علامات ارشاد فرمادیں:

﴿اَلۡاِثۡمُ مَا حَاكَ فِیۡ صَدۡرِكَ وَ كَرِهۡتَ اَنۡ یَّطَّلِعَ عَلَیۡهِ النَّاسُ﴾

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة و الآداب، باب تفسیر البر و الاثم)

(۱) اَلۡاِثۡمُ مَا حَاكَ فِیۡ صَدۡرِكَ گناہ کی حقیقت یہ ہے کہ تمہارے دل میں کھٹک پیدا ہوجائے، دل میں تردد پیدا ہوجائے کہ میں یہ کیا کررہا ہوں، کسی گناہ سے گنہگار خود بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ اسی لیے گناہ کرنے کے بعد وہ شرمندگی میں مبتلا ہوجاتا ہے، یہ شرمندہ ہونا دلیل ہے کہ ہم سے گناہ ہوگیا۔ آدمی نیک کام کرکے کبھی شرمندہ نہیں ہوتا، نماز پڑھ کے، تلاوت کرکے، کسی اللہ والے سے ملاقات کرکے، عمرہ کرکے یا حج کرکے کسی کو شرمندگی ہوتی ہے؟ تو شرمندگی ہونا اور دل میں کھٹک ہونا ایک علامت ہوگئی۔

(۲) اور دوسری علامت ہے وَ كَرِهۡتَ اَنۡ یَّطَّلِعَ عَلَیۡهِ النَّاسُ اور تم کو یہ بات ناگوار ہو کہ کوئی تمہارے گناہ کو نہ جان لے، اب ہر طرف دیکھ رہا ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے کوئی جان نہ جائے اور کسی کے دیکھنے سے اپنے گناہ کو کیوں چھپا رہا ہے؟ تاکہ وہ جان نہ جائے کہ صورت ہم چنیں اور عمل ہم چناں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہ کی دو علامات بتادیں۔ گناہ کا جو کام بھی کرے گا ان دو

علامات سے اس کا خروج نہیں ہوگا، گناہ کے لیے یہ دو علامات لازمی ہیں چاہے صورت بگاڑو چاہے سیرت۔

ڈاڑھی کتنی بڑی رکھنی چاہیے؟

جو سنت کے خلاف صورت اختیار کرتا ہے اس کا دل اندر سے ملامت کرتا ہے کہ میں کیوں ڈاڑھی منڈا رہا ہوں یا کاٹ رہا ہوں، ڈاڑھی منڈانا بھی حرام ہے اور ایک مٹھی سے کم کاٹنا بھی حرام ہے، پھر کتنی ڈاڑھی رکھنا جائز اور واجب ہے؟ ایک مٹھی کے برابر سامنے سے، ایک مٹھی کے برابر سیدھے ہاتھ سے اور ایک مٹھی کے برابر بائیں ہاتھ سے۔ جب ڈاڑھی ایک مٹھی سے بڑھ جائے تو بے شک آپ زائد ڈاڑھی کاٹ دیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیا کرتے تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔ پلاٹنگ کے لیے تحریر کی ضرورت نہیں ہوتی، اگر افسرِ اعلیٰ ایک پتھر لگا دے تو اس کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری صورت وسیرت کے افسرِ اعلیٰ ہیں۔ انہوں نے یہ پلاٹنگ کر دی کہ ایک مٹھی کے بعد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہو۔ اور ریش بچہ یعنی ڈاڑھی کا بچہ کاٹنا بھی حرام ہے، یہ ہمیشہ بچہ ہی رہتا ہے چاہے آپ ستّر سال کے ہو جائیں یہ بچہ ہی رہے گا، اسی لیے اس کا نام ریش بچہ ہے یعنی ڈاڑھی کا بچہ۔

اگر یہ ریش بچہ منہ میں گُھستا ہے تو تیل لگا کر نیچے کر دو، اگر آپ کا چھوٹا سا بچہ نادانی سے آپ کے منہ میں انگلی گُھسائے تو آپ اس کی انگلی نہیں کاٹیں گے، اسے سمجھائیں گے کہ بیٹا باپ کے منہ میں انگلی نہیں ڈالتے۔ تو جو ڈاڑھی منڈانے یا کاٹنے کا گناہ کرتا ہے تو یہ صورت اس کے دل میں بھی کھٹکتی ہے کہ

یا اللہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ڈاڑھی رکھی تھی اور ہم یہ کیا کر رہے ہیں کہ آپ کی شکل کے خلاف جارہے ہیں۔

اہلِ باطل سے حق پر استقامت کا سبق

سکھ جو باطل مذہب والا ہے وہ اپنے گرونا نک پر جان دیتا ہے، ڈاڑھی رکھتا ہے، پگڑی باندھتا ہے، کافر تو اپنے پیشواؤں پر جان دے رہا ہے اور کہیں بھی جائے چاہے ریل میں اکیلا بیٹھا ہو اور ہزاروں آدمی سب ڈاڑھی منڈے ہوں مگر کسی سکھ کو آپ نہیں دیکھیں گے کہ وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہو اور کہے کہ بھئی کیا کریں مجبوری ہے سب کے سب ہی ڈاڑھی منڈے ہیں۔ انڈیا کے بعض شہروں میں سکھوں کے ایک دو ہی گھر ہیں مگر وہاں بھی وہ ڈاڑھی اور پگڑی کے ساتھ دندناتے پھرتے ہیں۔ اگرچہ کفر کی وجہ سے ان کی ڈاڑھی اور پگڑی ان کے لیے آخرت میں کچھ مفید نہیں لیکن کیا ہمت ہے ان کی! ہم سب کو اس سے سبق لینا چاہیے۔

اکثریت سے متاثر نہ ہونا مؤمن کی شان ہے

اسی لیے کہتا ہوں کہ اکثریت مت دیکھو کہ صاحب اکثریت ڈاڑھی نہیں رکھتی اس لیے ہمیں بھی ہمت نہیں ہوتی، کیا سورج ستاروں کی اکثریت دیکھتا ہے؟ حالانکہ سورج ایک ادنیٰ مخلوق ہے اشرف المخلوقات بھی نہیں ہے، ولی اللہ بھی نہیں ہے سورج تو ولی اللہ کی خدمت کے لیے ہے، وہ تو خادم الاولیاء ہے سورج چاند، ستارے اور یہ آسمان وزمین اور سمندر اور پہاڑ یہ سب خادم الاولیاء ہیں اولیاء نہیں ہیں۔ عجیب معاملہ ہے کہ سورج ستاروں کی اکثریت سے نہ ڈرے بلکہ دندناتا ہوا نکلے اور ستاروں کو روپوش کردے عَلٰی مَعْرِضِ الْفَنَا کردے، کالعدم کردے تو اپنی آفتابیت سے مومن کی شان بھی یہی ہے کہ اپنے ایمان کی آب وتاب سے سارے عالم کو کالعدم کردے۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی منڈی میں غلّہ خرید رہے تھے، عیسائیوں کا ملک تھا لیکن آپ کی وہی ڈاڑھی اور وہی لباس تھا اور منڈی میں بھی آپ اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ رسالت بیان فرما رہے تھے۔ یہ ہے ایمان! ایمان کافر کی کھوپڑی پر بھی دندناتا اور تنتناتا ہے، یہ نہیں کہ لندن جا کر سب بھول گئے، میموں کی موم کی بتیاں دیکھ کر اپنی بتی بھول گئے۔

اسی طرح پاجامہ یا لنگی ٹخنے سے اوپر کرنا کیا مشکل ہے بھائی، اگر سردی ہے تو گرم موزہ پہن لو، گرمی ہے تو ٹھنڈا موزہ پہن لو، شریعت کا کوئی کام مشکل نہیں، سب آسان ہے البتہ اس کے خلاف مشکل ہے۔ نظر کی حفاظت کتنی آسان ہے، کسی کو نہ دیکھو بے خبر رہو کہ یہ کیسا ہے یا کیسی ہے، بے خبر رہنا آسان ہے یا باخبر ہونا؟ جب باخبر ہو جاؤ گے تو ان کی صورت اور ان کا ڈیزائن آپ کو رام نرائن کر دے گا یعنی پریشان کر دے گا اور پھر اسے ریزائن دینا مشکل ہو جائے گا۔

بدنظری کے حرام ہونے کی دل نشیں توجیہ

اس لیے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بدنظری کو حرام فرما دیا کہ کہیں میرے بندے کسی مشکل میں نہ پڑ جائیں اور اُن کی نظر کسی ایسی شکل پر نہ پڑ جائے کہ اُس ڈیزائن کو ریزائن دینا مشکل ہو جائے اور ان کے دل کا قبلہ بدل جائے، نماز میں میرے سامنے کھڑے ہیں مگر دل میں اُسی حسین کی یاد آ رہی ہے۔ اور نظر ڈالنا عمل ہے، فعل ہے، کام ہے تو کام نہ کرو آرام سے رہو۔ کیوں بھئی! جب اللہ تعالیٰ ہمیں آرام دے رہے ہیں تو آرام سے کیوں نہیں

رہتے؟ اپنے دل کو بے چین کرنا بھی حرام ہے۔ بتاؤ! کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے یا نہیں؟ اور یہ نظر مارنے والے کا دل بھی مسلمان ہے یا نہیں؟ تو بدنظری کرنے والا اپنے دل کو تکلیف دے رہا ہے یا نہیں؟ یہ کتنی بڑی بات بتا رہا ہوں کہ مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، اور جو کسی حسین کو یا حسینہ کو دیکھتا ہے وہ اپنے دل میں تکلیف محسوس کرتا ہے کہ کاش میری بیوی اس طرح کی ہوتی۔

بدنظری سے چین ملنا ناممکن ہے

شیطان سڑکوں والی کے لیے آنکھوں پر مسمریزم کرتا ہے اور اپنی بیوی کو کمتر دِکھاتا ہے۔ اس لیے حلال کی چٹنی روٹی کو حرام کی بریانی سے بہتر سمجھو، حلال حلال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہے اور حرام حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والا عمل کر کے اللہ کے بندہ کا دل گندا ہوگا، اِس کا دل ہر وقت پراگندہ اور افگندہ رہے گا۔ اس لیے بتا رہا ہوں کہ جو سانس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گذرتی ہے مؤمن کی اس سانس سے بڑھ کر کوئی منحوس اور بُری گھڑی نہیں ہے جس گھڑی میں یہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے حرام لذت امپورٹ کرتا ہے، یہ مؤمن کی سب سے بُری گھڑی ہے اور اس وقت اس کے چہرے کو دیکھ لو، ایسا لگے گا جیسے جھاڑو پھر رہی ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر لعنت کرے جو دوسروں کی بہو، بیٹیوں اور امرد لڑکوں کو دیکھتے ہیں، یہ لعنت ہر ایک پر ہے خواہ وہ دیکھے یا دِکھائے یعنی حرام نظر ڈالے یا خود پر حرام نظر ڈلوائے۔ تو لعنتی چہرے پر نور کا مشاہدہ ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے شرط لگائی ہے کہ اے احمقو اور گدھو! میری نافرمانی میں اور حرام لذت کے ڈھونڈنے میں اپنی زندگی کو تلخیِ حرام سے وابستہ کرنے والو! اور زندگی کو مصیبت زدہ کرنے والو! تم میرے اس فرمان کے نازل کرنے

کے باوجود، اِس آیت کو کیوں بھول جاتے ہو کہ بالطف زندگی میرے ہاتھ میں ہے، مجھ کو خوش کرو، زمین اس آسمان والے کے تابع ہے، زمین پر وہی چین سے رہے گا جو آسمان والے کو خوش رکھے گا۔

عورتیں بھی ولی اللہ ہوسکتی ہیں

تو میرے دوستو! یہ آیت مَنۡ عَمِلَ صَالِحاً مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی جو بندہ بھی چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے مردوں کو بھی نوازا اور عورتوں کو بھی نوازا، کسی عورت کو یہ شکایت نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ میرا نام قرآن شریف میں بہت کم لیتے ہیں، جہاں جہاں مردوں کا نام ہے وہاں وہاں تمہارا نام خود بخود ہے لیکن یہاں تو صاف صاف فرمادیا کہ جو نیک عمل کرے مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی مرد ہو یا عورت ہو وَ ھُوَ مُؤۡمِنٌ اور وہ مؤمن بھی ہو۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لیے اپنی ولایت اور دوستی کا دروازہ کھول دیا جیسے مرد حسن بصری ہو سکتے ہیں تو عورتیں رابعہ بصریہ ہوسکتی ہیں، اگر مرد کو ولایت کا اعلیٰ مقام مل سکتا ہے تو عورتیں بھی ولی اللہ ہوسکتی ہیں مگر عملِ صالح کریں اور غیر صالح عمل سے توبہ کرلیں۔ وی سی آر، ویڈیو، ریڈیو کے گانے اور ٹیلی ویژن کی لعنتیں گھر سے نکال باہر کرو۔

ٹی وی بیچنے کا شرعی مسئلہ

ٹی وی پر یاد آیا کہ اگر ٹیلی ویژن بیچنا ہو، گھر سے نکالنا ہو تو دار العلوم کراچی کے مفتی عبدالرؤف صاحب کا فتویٰ ہے کہ ٹی وی عیسائیوں کو بیچ دو، کسی مؤمن کو نہ بیچو تاکہ وہ گناہ میں مبتلا نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کی ہمت و توفیق دے دے کیونکہ اس سے بچے ضائع ہو رہے ہیں، ماں باپ، بیٹی اور بیٹے سب خرافات اور گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں۔ کیا اس سے اخلاق خراب نہیں ہوں گے؟ حیاء کا جنازہ نہیں نکلے گا؟ حیاء باقی رہے گی؟ لہٰذا ٹیلی ویژن بیچو تو

عیسائی جمعدار، بھنگی کے ہاتھ بیچو۔ ایک صاحب نے کہا کہ اُن کے پاس پیسے کم ہوتے ہیں، تو میاں اگر ایمان بچانا ہے تو اُس کو قسطوں پر دے دو، پیسہ ملنے کا آسرا تو ہے، ہزار پانچ سو روپیہ مہینہ باندھ دو یا اس کے بدلے اپنے یہاں صفائی کرواتے رہو، وہ بھی کہے گا کہ چلو مفت میں ملا۔

آیت مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا ...... الخ کی ایک علمی شرح

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں عملِ صالح کو پہلے کیوں بیان کیا اور وَ ھُوَ مُؤۡمِنٌ کو بعد میں کیوں بیان فرمایا؟ اس کا ایک جوابِ علمی یہ آیا کہ عربی گرامر، عربی اصول کی رُو سے حال ہمیشہ بعد میں ہوتا ہے اور ذوالحال پہلے بیان کیا جاتا ہے جیسے اہلِ عرب کہتے ہیں جَآءَ زَیۡدٌ رَاکِبًا عَلَی الۡفَرَسِ زید میرے پاس آیا گھوڑے پر سوار ہو کر تو یہ گھوڑے کی سواری رَاکِبًا عَلَی الۡفَرَسِ جو حال ہے زید کا یہ بعد میں بیان ہوا ہے اور زید جو ذوالحال ہے یہ پہلے بیان ہوا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے عربوں کا دل خوش کرنے کے لیے اُن کے قواعد کی رعایت پر قرآنِ پاک نازل فرمایا۔ آج اہلِ عرب قرآنِ پاک کی سب سے زیادہ تلاوت کر رہے ہیں، اگر یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو جن کی زبان عربی ہے وہ یہی کہتے کہ ارے ایسی عربی تو ہم بھی رات دن بولتے رہتے ہیں لیکن آپ دیکھئے کہ مسجدِ نبوی میں اور حرمِ کعبہ شریف میں اہلِ عرب قرآنِ پاک کی کتنی تلاوت کرتے ہیں، اگر جماعت کھڑی ہونے میں پانچ منٹ بھی باقی ہیں تو فوراً قرآن شریف کھولیں گے اور تلاوت شروع کر دیں گے۔ کیوں صاحب! یہ عربی کے ماہرین ہیں، عربی اِن کی مادری زبان ہے مگر ان میں کلام اللہ کی اتنی عظمت اور محبت کیوں ہے؟ اِن کے دل میں بھی اس کی عظمت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ عربوں کا کلام نہیں ہے، خالقِ عرب والعجم کا کلام ہے۔

اعمالِ صالحہ کے مدارج ایمان کے مدارج پر موقوف ہیں

تو وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ کے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا کے بعد ہونے کی ایک وجہ تو دل میں یہ آئی کہ حال بعد میں آتا ہے ذوالحال سے۔ اور دوسری وجہ میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ ڈالی کہ اعمالِ صالحہ کی خوبصورتی اور دردِ دل اور ذوقِ سجدہ اور ذوقِ اخلاص اور ذوقِ ایمان اور ذوقِ یقین کی ساری بنیاد وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ پر ہی ہے، تم جیسے مؤمن ہوگے ویسا تمہارا سجدہ ہوگا، ویسی تمہاری نماز ہوگی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہاں حال کو اس لیے مؤخر کردیا کہ اعمالِ صالحہ کی بنیاد اور اُس کی کیفیات اور اُس کے مرتبوں کی بلندیاں اور اس کے مراتبِ عالیہ وابستہ ہیں ایمان کے مراتبِ عالیہ سے لہٰذا جیسا اعلیٰ درجے کا ایمان ہوگا ویسا ہی عمل بھی اعلیٰ درجے کا ہوگا۔

اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اگر میرا صحابی ایک مٹھی جَو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردے، ایک مٹھی گندم خرچ کردے اور غیر صحابی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو غیر صحابی کا اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا میرے صحابی کے ایک کلو جو اور گندم کو نہیں پا سکتا۔ کیوں؟ وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ، تم مؤمن تو ہو مگر صحابہ جیسے مؤمن نہیں ہو، جس کا ایمان جس مرتبے کا ہوگا عملِ صالح بھی اُسی مرتبے کا ہوگا۔

تو وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ حال ہے اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا میں جو مَنْ ہے یہ اس کا ذوالحال ہے۔ اِس حال کے اندر بہت بڑے اسرارِ معرفت پوشیدہ ہیں کہ جیسا مؤمن ہوگا ویسا ہی اُس کا عملِ صالح ہوگا۔ تو جتنا اچھا حال ہوتا ہے ذوالحال بھی اتنا ہی شاندار ہوتا ہے۔ نیک عمل کے ساتھ یہاں اللہ تعالیٰ نے وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ کی قید لگادی کہ جیسا تمہارا ایمان ہوگا ویسا ہی عملِ صالح ہوگا، جتنا بڑا انجن ہوگا اتنی ہی بلند پرواز تم کو عطا ہوگی، جمبو کا انجن ہوگا تو جمبو کی پرواز عطا ہوگی، ائیر بس کا

انجن ہوگا تو ائیر بس کی پرواز عطا ہوگی۔ اگر کوئی گدھے پر سوار ہوکر آئے تو سمجھ لو کہ یہ راکب یعنی سوار کس مقام کا ہے، اور اگر گھوڑے پر سوار ہوکر آئے تو سمجھ لو کہ راکب بھی کوئی چیز ہے، اور اگر مرسڈیز کار پر آئے تو سمجھ لو کہ اس کا حال اور اچھا ہے اور اگر جمبو پر آئے تو سب سے اچھا حال ہے۔ تو حالات میں فرق ہوتا ہے، اسی کے بقدر ذوالحال میں فرق ہوتا ہے۔ جو مؤمن اچھے اعمال سے اللہ کو ہر وقت خوش رکھتا ہے اور ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا اس کا حال نہایت شاندار ہے۔

معصیت اور عملِ صالح میں تضاد ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرطِ مثبت بیان فرمائی ہے مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا یعنی جو نیک عمل کرے لیکن اس شرطِ مثبت کے اندر شرطِ منفی موجود ہے۔ آپ بتایئے! جس وقت کوئی گناہ کرتا ہے اُس وقت اس کا شمار مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا کے اندر رہتا ہے؟ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا یعنی جو اچھا عمل کرے تو حالتِ گناہ میں وہ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا ہے یا غیر صالح عمل کررہا ہے؟ تو کیا اس شرطِ مثبت میں شرطِ منفی موجود نہیں ہے؟ پس مطلب یہ ہوا کہ جو عملِ صالح کرے چاہے مرد ہو یا عورت، اس میں یہ منفی شرط موجود ہے کہ اگر گناہ میں رہو گے، غیر صالح عمل میں رہو گے تو مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا نہیں رہو گے، پھر میرا بالطف حیات دینے کا وعدہ تمہیں کیسے ملے گا، فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ہم ضرور بالضرور اُس شخص کو بالطف حیات دیں گے جس کی ہر سانس عملِ صالح میں مشغول ہے، جس کی حیات عملِ صالح میں مشغول ہے، جس کی زندگی عملِ صالح میں مشغول ہے اور وہ مؤمن بھی ہو، یہاں عملِ صالح کے ساتھ ایمان کی شرط ہے کیونکہ ایمان جیسا ہوگا عملِ صالح بھی ویسا ہوگا۔ اسی لیے اب کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا کیونکہ اب قیامت تک صحابہ جیسا ایمان کوئی نہیں

پاسکتا لیکن اس زمانے میں جس کی جتنی عظیم الشان ایمانی کیفیت ہوگی اتنا ہی عظیم الشان اس مومن کا درجہ ہوگا۔

خانقاہوں میں جانے کا مقصد کیا ہے؟

اِسی ایمانی کیفیت کے لیے ہم خانقاہوں میں اہل اللہ کی خدمت میں جاتے ہیں، کسی پیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ فجر کی فرض نماز کی دو رکعت کو چار کردے یا عصر کی چار فرض کو دو کردے۔ ہم وہاں مقدار کے لیے نہیں جاتے، کمیات کے لیے نہیں جاتے، ہم مغرب کی تین رکعت کو ساڑھے تین کرنے کے لیے خانقاہ نہیں جاتے لیکن تین رکعت کیسے ادا ہونی چاہیے، کس دردِ دل سے ادا ہونی چاہیے وہ دردِ دل لینے ہم خانقاہوں میں جاتے ہیں، ہم کیفیاتِ دردِ دل، کیفیاتِ احسانیہ، کیفیاتِ اخلاصیہ، کیفیاتِ خشیتہ، کیفیاتِ محبتیہ کے لیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنے جاتے ہیں تاکہ ہمارا سجدہ سجدہ ہو جائے، جب منہ سے سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی نکلے کہ اے میرے پالنے والے آپ بہت عالی شان ہیں، پاک ہیں، اور جب سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ نکلے کہ اے میرے پالنے والے آپ پاک بھی ہیں اور عظیم الشان بھی ہیں تو جب کیفیاتِ احسانیہ حاصل ہوں گی پھر ایک ایک لفظ میں مزہ آئے گا تب آپ کو خدا کے حضور ایک سجدہ دو سو سلطنت سے افضل معلوم ہوگا۔ اسی لیے اولیاء اللہ کی دو رکعت، عارفین کی دو رکعت غیر عارفین کی ایک لاکھ رکعت سے افضل ہوتی ہے، ہمارے دادا پیر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عارفین یعنی جنہوں نے اللہ کو پہچان لیا، جن کے سجدے عظمتِ الٰہیہ، خشیتِ الٰہیہ اور محبتِ الٰہیہ کے پیشِ نظر ہوتے ہیں ان کی دو رکعت عام آدمی کی ایک لاکھ رکعت سے افضل ہوتی ہے اور اُن کا سجدہ دو سو ملک سے افضل ہوتا ہے، مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خُدا
خوشتر آید از دو صد دولت تُرا

اللہ تعالیٰ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ مولانا رومی کے کلام کی بلاغت دیکھو! فرماتے ہیں کہ اے ظالمو! اے بدنظری کے شکاریو! اور مُردوں پر مرنے والے کرگسو! اور اوقاتِ زندگی کو تباہ کرنے والو! اور اپنے مولیٰ کے غضب وقہر میں انفاسِ زندگی گذارنے والو! سنو اگر اللہ کے حضور میں اللہ والوں کا سجدہ تمہیں نصیب ہوجائے اور دل کو بینائی عطا ہوجائے اور دل کے موتیا پن اور گناہوں کے خبیث مادّوں کا آپریشن ہوجائے تو اُس دن تم کو ایک سجدے میں اتنا مزہ آئے گا کہ خدا کے حضور وہ ایک سجدہ دو سو سلطنت سے بھی افضل معلوم ہوگا۔ یہ ہے کمائی، اس کا نام ہے زندگی۔

نعمت برائے شکر اور منعم برائے ذکر ہے

کپڑے پہن کے فخر کرنے والو! ایک دو سال کے بعد وہ کپڑا جمعدار لے جائیں گے اور کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیں گے جہاں کتے اُس پر پیشاب کریں گے۔ اگر یہ چیزیں آپ کے فخر کی ہیں تو آپ کی قابلِ فخر چیز پر کتا موت رہا ہے۔ اور شامی کباب اور بریانی اور پُلاؤ کی مستیاں اور اُس کی خوشبو سے جھوم جھوم کر کھانے والو! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوشبودار کھانے کھا کر لیٹرین میں بدبودار مال کیوں نکال رہے ہو؟ معلوم ہوا کہ نعمت تو کھاؤ مگر نعمت سے دل نہ لگاؤ، دل نعمت دینے والے سے لگاؤ، نعمت برائے شکر ہے برائے ذکر نہیں ہے اور نعمت دینے والا برائے ذکر ہے۔ فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ اس آیت میں اللہ کا ذکر پہلے ہے اور نعمت کا شکر بعد میں ہے۔

عملِ صالح پر بالطف حیات کا وعدہ

اللہ تعالیٰ آگے فرما رہے ہیں فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ یہ جزا ہے، پہلے شرط بیان کی کہ جو عملِ صالح کرے گا اور غیر صالح عمل سے اپنے کو بچائے گا اور زخمِ حسرت کھائے گا، خونِ آرزو پیئے گا، شکستِ آرزو سے شکستِ دل اختیار کرے گا میں اُس کے ٹوٹے ہوئے دل میں بالطف حیات دینے کی ضمانت لیتا ہوں۔ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ہم ضرور بالضرور اُس کو بالطف زندگی دیں گے۔ عربی گرامر والے جانتے ہیں کہ یہاں لام تاکید با نونِ ثقیلہ ہے جو انتہائی تاکید کے لیے آتا ہے یعنی ہم اُس کو ضرور بالضرور بالطف زندگی دیں گے۔ تفسیر بیان القرآن میں یہ حکیم الامت کا ترجمہ ہے۔

تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اس اندازِ بیان پر فِدا ہو جاؤ کہ کس اندازِ بیان سے اللہ تعالیٰ نے ہماری بالطف حیات کی کفالت وضمانت قبول فرمائی ہے کہ اگر تم نیک عمل کرو گے اور اگر بُرے عمل نہ کرو گے، غیر صالح عمل نہ کرو گے تب میں تمہاری بالطف حیات کا ذمہ لیتا ہوں ورنہ حلال وحرام کیسے جمع ہو جائیں کہ تم حرام لذت بھی اینٹھتے رہو اور ہم تم کو حلال لذت بھی دے دیں، میرے غضب کے راستے سے میری نعمت مانگتے ہو، حماقت کی کوئی حد ہے لہٰذا پہلے گناہ چھوڑو، پہلے نافرمانی چھوڑو، پہلے نہاؤ، پاک صاف ہو جاؤ پھر عود کا عطر لگاؤ ورنہ گندگیوں میں، پسینوں میں اور بدبودار ماحول میں عود کی خوشبو کا احساس بھی نہ ہوگا۔

تو اے غیر شریفانہ حرکت کرنے والو اور اے نادانو! تم نافرمانی میں کہاں لطف لے رہے ہو جبکہ خالقِ حیات کا قرآنِ پاک میں اعلان ہے کہ بالطف حیات تو عملِ صالح میں ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے اور تیرا نفس جھوٹا ہے جو تجھے بارہا گناہوں کی خندق میں گرا چکا ہے اور حرام مزے کے لیے تجھے ذلیل وخوار کر کے تیری زندگی کو تلخ اور بدمزہ کر چکا ہے۔

بدنظری کے خلاف جہاد کا رِتجدید ہے

تو دوستو! یہ عرض کررہا ہوں کہ واللہ اگر زندگی کا مزہ لینا چاہتے ہو تو یہ مزہ ناف کے نیچے نہیں ہے، گٹر لائنوں میں، اللہ کے غضب اور قہر کے اعمال میں نہیں ہے، بعض لوگ اس بدنظری کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، یہ بے وقوف لوگ ہیں، ان کی عقل میں نور نہیں ہے کیونکہ سارے گناہوں کی جڑ بدنظری ہے، دل وہیں سے غیر اللہ میں پھنستا ہے، وہیں سے مولیٰ سے چھوٹتا ہے، بدنظری کے نقطۂ آغاز، زیرو پوائنٹ ہی سے پینٹ اُترتی ہے۔ یہ اتنی خبیث بیماری ہے کہ اس کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنکھوں کا زِنا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں دونوں سے فرمادیجیے کہ نظر کی حفاظت کرو کیونکہ اس سے دل کا قبلہ بدل جاتا ہے، اب نماز میں لاکھ کہو کہ منہ میرا کعبہ شریف کی طرف تو سینہ تو کعبہ شریف کی طرف رہے گا مگر دل کہیں اور رہے گا۔

الحمدللہ! حکیم الامت کے صحبت یافتہ اور حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ حضرت حاجی افضل صاحب جن عمر اس وقت تقریباً نوے سال کی ہوگی ایک زمانہ تھانہ بھون میں رہے ہیں، انہوں نے لاہور میں غلام سرور صاحب اور میرے سب احبابِ خصوصی سے میری غیر موجودگی میں ایک بات کہی اور جب میں لاہور گیا تو اُن لوگوں نے مجھے خوشخبری سُنائی کہ حاجی افضل صاحب نے یہ کہا کہ اس زمانے میں حکیم محمد اختر نظر کی حفاظت کے مضمون کا مجدِّد ہے۔ اللہ والوں کی ان خوشخبریوں کو میں اپنے حق میں دعا سمجھتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسا ہی بنادیں، اپنے بڑے کوئی بات کہہ دیں تو خود کو اس کا مستحق مت سمجھو، یہ کہہ دو کہ یہ بزرگوں کی دعائیں ہیں، نیک فالیاں ہیں۔

حفاظتِ نظر تقویٰ کی سرحدوں کی حفاظت ہے

میں بدنظری کے مرض پر اس لیے زیادہ زور دیتا ہوں کیونکہ یہ گیٹ ہے، یہ ہمارا واہگہ بارڈر ہے، اگر ہم سرحد پر پولیس نہ رکھیں تو کسی بھی وقت دشمن سرحد کے اندر آجائے گا، ساری دنیا کی مملکتیں اور سلطنتیں اپنے اپنے بارڈر پر سیکیورٹی اور فوج رکھتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی ہماری آنکھوں کے بارڈر پر غضِ بصر کی سیکورٹی رکھی ہے مگر جب اختر اِس کو بیان کرتا ہے تو بعض لوگ ہنستے ہیں کہ ان کے یہاں تو بس یہی ایک مضمون ہے۔ آپ بتائیے کہ میں یہ سیکورٹی کیسے ہٹادوں، جو لوگ سچے مخلص ہیں جن کو بدنظری اور حرام فعل سے بچنا اور ولی اللہ بننے کا شوق ہے ان سے پوچھو میرے مضمون کی قدر ورنہ جو پاخانے کے کیڑے ہیں وہ میرے عود کی خوشبو کی ناقدری کرتے ہیں۔

چنانچہ لڑکیوں کے ایک اسکول کے پرنسپل نے جب حفاظتِ نظر کا یہ مضمون سُنا تو کہا کہ صاحب یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ نظر ہی نہ ڈالیں، ہمارے یہاں تو ہر وقت لونڈیا آتی ہیں، ہر قسم کے لباس میں، مختلف قسم کے ڈیزائن میں، ہم تو یہی ڈیزائین دیکھتے رہتے ہیں، ہمیں آپ کا یہ مضمون پسند نہیں آیا۔ بس میں سمجھ گیا کہ بدنظری سے اس کا دل اور دماغ سڑ گیا ہے اس لیے عود کے مضمون میں اس کو خوشبو محسوس نہیں ہوئی۔ عود کا عطر سب سے مہنگا بکتا ہے مگر زُکام کے مرض والے سے کیا کہیں۔ بہرحال جن کو میری پرواہ نہیں ہے مجھ کو بھی ان کی پرواہ نہیں ہے۔

بعض لوگ ایسے آئے کہ میرے ایک دو مضمون سُنے اور کہا کہ بھئی وہاں تو بس ہر وقت نظر بچانے کی بات ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر نظر نہیں بچاؤ گے تو ہماری سرحدیں پولیس چوکیوں سے خالی ہوجائیں گی اور دشمن جب چاہے گا اندر گُھس جائے گا، بدنظری کے مرض کے بیان پر مذاق اُڑانے والا وہ

بیوقوف ہے جو کسی سلطنت کی سرحدی چوکیوں کو ناگواری اور حقارت سے دیکھ رہا ہے کہ کیا پوری سرحد پر جگہ جگہ چوکیاں بنی ہوئی ہیں، ائیر پورٹ پر بھی تھوڑی تھوڑی دور پر چوکیاں بنی ہوتی ہیں اور پولیس والے بندوق لیے کھڑے ہوتے ہیں، ان سے بھی کہو کہ بھئی تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو؟ کیوں وقت ضائع کرتے ہو؟ حکیم اختر کے شاگرد معلوم ہوتے ہو جو ائیر پورٹ کی سرحدوں کی حفاظت کررہے ہو، معلوم ہوتا ہے خانقاہ گلشن سے تمہارا کنکشن اور رابطہ ہے۔

اللہ کے عشاق کی نقل سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس گول ٹوپی میں ایک بڑے تاجر یہاں سے برطانیہ گئے اور برطانیہ کی ایک مسجد میں جب داخل ہوئے تو ٹوپی دیکھتے ہی ایک شخص نے کہا کہ کیا کراچی کے گلشن اقبال سے تعلق ہے؟ مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک شخص کی گول ٹوپی دیکھ کر وہاں بھی لوگوں نے کہا کہ بھئی کیا آپ کا تعلق گلشن اقبال کراچی سے ہے؟ ہم جو یہ ٹوپی پہنتے ہیں تو اپنے اکابر حضرت تھانوی، حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی کی نقل کرتے ہیں گو ہم اس کو واجب نہیں کہتے، شریعت میں ہم دخل نہیں دیتے لیکن ہم اپنے بزرگوں کی نقل کرتے ہیں اور اس کو ہم اس لیے اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ ہمیں وہ لباس محبوب ہے جو ہمارے بزرگوں کا لباس ہے، محبوب کا لباس بھی محبوب ہوتا ہے۔ تم جب سینما دیکھ کر نکلتے ہو تو فلم ایکٹروں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر کیوں مٹکتے ہوئے نکلتے ہو؟ اس لیے کہ تم اُن کی نقل کرتے ہو، اسی طرح ہم اللہ کے عاشقوں کی نقل کرتے ہیں، نقل باز تم بھی ہو نقل باز ہم بھی ہیں لیکن تم فساق کی نقل کرتے ہو اور ہم عشاق کی نقل کرتے ہیں۔

اللہ کے عاشقوں کی نقل کرنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے، ہم شریعت میں اضافہ نہیں کرسکتے نہ کسی مُرشد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر واجب کو

واجب کردے یا مغرب کی تین رکعت کو ساڑھے تین کردے، مقادیرِ شریعت تو وہی رہیں گے جو عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نازل ہوئے مگر محبت کی کمی سے اُس مقدارِ شریعت میں اور تعدادِ شریعت میں کیفیت بدلتی جارہی ہے۔ صحابہ کے زمانے میں جو کیفیات تھیں آج وہ کیفیات نہیں ہیں، بھاپ وہ نہیں ہے، اِسٹیم وہ نہیں ہے، جمبو جہاز وہی ہو لیکن اگر پٹرول کم ہو، اسٹیم کم ہو تو انجن کتنا ہی شاندار ہو وہ مال گاڑی ہی رہے گا، تیز گام نہیں ہوگا۔

چاٹگام کے نام کی ایک دلچسپ شرح

تیز گام پر ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ بنگلہ دیش کے شہر چاٹگام میں جب میرے مُرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم پہنچے تو چاٹگامیوں سے فرمایا کہ اے چاٹگام کے رہنے والو! چاٹگام کے معنیٰ بھی معلوم ہیں؟ یہاں ایک لفظ محذوف ہے اور وہ ہے اولیاء، گام معنی قدم، جیسے کہتے ہیں تیز گام یعنی تیز چلنے والی ریل، اصل میں چاٹگام ہے چاٹ گامِ اولیاء یعنی اللہ والوں کے قدم چاٹو یعنی اُن کا ادب کرو، اُن سے محبت کرو اور اُن کے ساتھ چمٹے رہو۔

اولیاء اللہ باعتبارِ روح عرشِ اعظم سے رابطہ رکھتے ہیں

قدم سے ایک واقعہ یاد آیا۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک چیونٹی نے درخواست کی کہ اے خدا میں کعبہ حاضر ہونا چاہتی ہوں مگر میری رفتار اور میری کمزوریوں سے آپ باخبر ہیں، آپ ہی نے تو مجھے چیونٹی بنایا ہے، بازِ شاہی بھی نہیں بنایا اور کبوتر بھی نہیں بنایا کہ میں اُڑ کر پہنچ جاؤں۔ آواز آئی کہ ایک کبوتر کعبے شریف سے بھیج رہا ہوں، وہ کبوترِ حرم ہے، اُس کو عام کبوتر مت سمجھنا۔ بس اس کے قدموں سے لپٹ جانا، جب وہ حرم پہنچے گا تو تم بھی اس کے قدموں سے لپٹے رہنے کی برکت سے حرم پہنچ جاؤ گی۔ تو اولیاء اللہ بھی کبوترِ حرم ہوتے ہیں اگرچہ عجم میں

ہوں مگر باعتبارِ قلب اور روح کے وہ کبوترِ حرم ہوتے ہیں، جسم اُن کا فرش پر ہوگا مگر اپنے قلب وجاں سے وہ عرشِ اعظم پر رہتے ہیں اور صاحبِ عرشِ اعظم سے رابطہ رکھتے ہیں اگرچہ اُن کا جسم یہیں آپ کے ساتھ ہوگا۔ اب کوئی کہے کہ اپنا جسم اُڑا کے دِکھاؤ، اگر اُن کے جسم اُڑ جاتے تو آپ کا جسم دنیا ہی میں دھرا رہتا۔

پہلے مرشد کے بعد دوسرے مرشد کی ضرورت

جو ڈول دوسری ڈولوں کو نکالنے کے لیے کنویں میں ڈالی جاتی ہے وہ کنویں ہی میں رکھی جاتی ہے تاکہ دوسری گِری ہوئی ڈولوں کو اپنے کڑوں میں پھنسا کر نکالے، اگر وہ ڈول کنویں سے ہٹادی جائے تو دوسری گِری ہوئی ڈولوں کو نکال نہیں سکتی، اِسی لیے اللہ والے آپ کے پاس رہتے ہیں چنانچہ جب مرشد کا انتقال ہوجائے تو فوراً دوسرا شیخ تلاش کرنا چاہیے، یہ تصور بالکل غلط ہے کہ پہلے شیخ قبر سے فیض جاری کرتے رہیں گے۔ اور جو شخص ایک مرشد کے انتقال کے بعد دوسرا مُرشد کرتا ہے تو:

﴿اُولٰٓئِکَ یُؤۡتَوۡنَ اَجۡرَہُمۡ مَّرَّتَیۡنِ بِمَا صَبَرُوۡا﴾

(سورۃ القصص، آیت: ۵۴)

اللہ اُن کو ڈبل اجر دے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور مجاہدہ کرکے دوسرے مرشد سے تعلق قائم کیا۔ آپ بتائیے کہ کوئی جہاز اُڑنے والا ہو کہ معلوم ہوا کہ اِس پر کوئی پائلٹ نہیں ہے تو مسافر اس پر سے اُتر کر بھاگیں گے یا نہیں؟ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ پائلٹ نہیں ہے اگرچہ بڑے بڑے سائنسدان کہہ رہے ہیں کہ صاحب آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ جہاز کا پائلٹ قبرستان سے توجہ ڈال رہا ہے، جہاز کو فیضانِ باطنی سے قبرستان سے اُڑا رہا ہے۔ آپ کہیں گے کہ ہم ایسے فیضانِ باطنی کو نہیں مانتے، فیضانِ باطنی والے کا ظاہری جسم بھی ہونا چاہیے۔

لٰہذا جب اللہ تعالیٰ شیخِ اوّل کو بُلالے تو دوسرا شیخ تلاش کرو۔ اس کا

ثبوت کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی آیت سے ملتا ہے، جب شیخِ اوّل کا انتقال ہوا تو آپ بے صادقین ہوگئے، اب دوسرا شیخ تلاش کرو کیونکہ کُوۡنُوۡا امر ہے اور امر بنتا ہے مضارع سے اور از روئے قواعدِ عربیہ مضارع میں دو زمانہ ہونا ضروری ہے حال اور مستقبل یعنی آخری سانس تک اللہ والوں کا سایہ سر پر رکھو، یہ کبھی مت سوچو کہ اب ہمیں شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر بڑے نہ ہوں تو برابر والوں سے مشورہ کرو، برابر والے بھی نہ ہوں تو اپنے چھوٹوں سے مشورہ لو۔ میرے شیخ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کوئی نہ ملے تو اپنے بیٹے مولانا مظہر میاں سے مشورہ کرلیا کرو۔ اب بتاؤ باپ کو حکم دینے والا یہ شیخ کتنا اُونچا ہوگا، کمال ہے میرے شیخ کا کہ باپ کو مقید کررہا ہے کہ کوئی نہ ملے تو اپنے بیٹے سے مشورہ کرلو اور میں نے جب بھی اپنے بیٹے مولانا مظہر میاں سے مشورہ کیا فائدہ اُٹھایا۔

تو دوستو! یہ بتا رہا ہوں کہ زندگی بھر اللہ والوں سے پنڈ چھڑانے کی کوشش مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھی حکم دیا ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو اور جنت کے بارے میں بھی فرمایا ہے کہ وہاں بھی پنڈ نہیں چھوٹے گا، مولویوں کو وہاں بھی تلاش کرنا پڑے گا۔ دلیل کیا ہے؟ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ جاؤ میرے خاص بندوں سے ملو، میرے عاشقوں سے ملو جو جامع الظاہر والباطن ہیں، جو ظاہر شریعت پر بھی عمل کرتے ہیں اور باطن میں، اپنے قلوب میں میرا دردِ محبت اور خشیت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ میرے عاشقین ہیں۔

اللہ کی محبت کے بغیر علم کی لذت نہیں مل سکتی

رس گلّہ ایک مٹھائی کا نام ہے، یہ اصل میں گولۂ رس تھا، پھر رس گولا ہوا پھر بگڑتے بگڑتے رس گلّہ ہوگیا۔ اگر علماءِ دین کے دل میں اللہ کا عشق نہ ہو تو علم کا گولہ تو ہے مگر اس میں اللہ کی محبت کا رس نہیں ہے لہٰذا اگر رس گلّہ کھانا ہے تو عالم عاشق کو تلاش کرو یعنی جو عالم اللہ کا عاشق بھی ہو، عشق کے رس کے ساتھ

جب علم کا گولہ کھاؤ گے تو پھر کبھی علمائے دین کا مذاق نہیں اُڑاؤ گے، پھر کہو گے کہ ہمیں تو خبر بھی نہیں تھی کہ اللہ کی محبت کا رس کیسا ہوتا ہے، ہمیں تو آج تک بغیر رس والے گولے ملے تھے، خشک مُلّا ظاہر ملے تھے، آج معلوم ہوا کہ اللہ والے عالم کیسے ہوتے ہیں۔ جب رس گلّہ کھاؤ گے تو گلّہ بھی ملے گا اور رس بھی ملے گا، جب عالم عاشق مل جائے گا تو ان شا اللہ تعالیٰ اس پر فِدا ہو جاؤ گے کہ ہمیں تو خبر بھی نہیں تھی کہ اللہ والوں کے پاس یہ مزہ ملتا ہے۔

پوچھ لو ان سے جو اختر کے پاس وقت لگا رہے ہیں حالانکہ اختر اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا ادنیٰ غلام ہے مگر ذرا ان لوگوں سے پوچھو جو میرے پاس چلہ لگا رہے ہیں کہ اختر کے پاس کیا مزہ آرہا ہے۔ ابھی پندرہ بیس دن ہوئے برطانیہ سے ایک لڑکا آیا ہے، باٹلی میں رہتا ہے، اُس سے پوچھو کہ تمہیں برطانیہ میں زیادہ مزہ آرہا تھا یا یہاں زیادہ مزہ آرہا ہے اور میرے سامنے بھی مت پوچھو کہ میرے منہ پر میری بات کرے گا، تنہائی میں پوچھو کہ سچ سچ بتاؤ کہ تمہیں کہاں زیادہ مزہ آیا؟ اور ابھی امریکہ سے ایک لڑکا آیا تھا ضیاء الرحمٰن، وہ بھی روتا ہوا گیا ہے۔ میں ان کو حلوہ پوری نہیں کھلاتا بلکہ کڑوی باتیں بتاتا ہوں کہ گناہوں کو چھوڑ دو، وڈیو چھوڑ دو، ٹی وی چھوڑ دو لیکن پہلے اللہ کی رحمت سے ان کو محبت کا ایسا نشہ پلا دیتا ہوں کہ گناہ چھوڑنا ان کو لذیذ ہو جاتا ہے۔

جب اللہ کی محبت دل میں آتی ہے تو ٹی وی کیا وہ غیر اللہ کی ہر زنجیر توڑ دیتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! اگر تم اللہ کی نافرمانی کی، رومانٹک دنیا کی دو سو زنجیریں لاؤ گے تو ہم دو سو زنجیریں توڑ دیں گے اور کسی حسین کو دیکھیں گے بھی نہیں لیکن اگر اللہ کی محبت کی زنجیر لاؤ گے تو جلال الدین اُس میں گرفتار ہونے کے لیے مشتاقانہ منتظر ہے۔ آہ کیا پیارا شعر ہے! ؎

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیر آری بردرم

اے دنیا والو! بصدقہ وطفیل شمس الدین تبریزی کے جلال الدین رومی کا ایمان اور اللہ کی محبت کا عہد و پیمان اتنا مضبوط ہو چکا ہے کہ اگر تم دنیا کے حسینوں کی، رومانٹک دنیا کی دوسو زنجیریں لاؤ گے تو میں سب زنجیروں کو توڑ دوں گا لیکن اگر میرے محبوب، میرے دلبر، میرے پیارے اللہ کی زنجیرِ شریعت اور زنجیرِ احکامِ الٰہیہ لاؤ گے تو اپنی گردن میں اللہ کی محبت کے احکام کا طوق شوق سے ڈالوں گا اور زنجیرِ شریعت کو سر آنکھوں پر رکھوں گا اور حکمِ الٰہی کو نہیں توڑں گا، اِسی کا نام تصوف ہے۔ جو ظالم اپنا دل نہیں توڑتا اور حرام لذتیں چکھتا ہے یہ ظالم دِل کو برباد کرنے والا ہے، اللہ کے قانون کو توڑ کر جو دِل کو حرام لذتیں دے رہا ہے اس کا کیا تصوف ہے، یہ زندگی کو ضائع کر رہا ہے، جب موت آئے گی تب پتہ چلے گا کہ آہ ہم نے کس سے توڑا تھا اور کس سے جوڑا تھا۔

بقول دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بُریدی و با کہ پیوستی

شیطان دشمن کے کہنے پر دوست یعنی مولیٰ سے تعلق توڑ رہا ہے اور شیطان دشمن سے تعلق جوڑ رہا ہے، ارے ظالم! یہ تو دیکھ کہ کس سے جوڑا اور کس سے توڑا۔ سُن لو قبر میں کوئی تمہارے کام نہیں آئے گا بلکہ دنیا ہی میں جب بوڑھے ہو جاؤ گے تو کوئی نہیں پوچھے گا لیکن اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے عاشق ہر حالت میں پوچھتے ہیں، غریب کو بھی اللہ ملتا ہے، امیر کو بھی، بادشاہ کو بھی، عالم کو بھی اور غیر عالم کو بھی، جو چاہے اللہ کا ولی بن سکتا ہے کیونکہ مسلمان کے پاس ایمان تو ہے ہی اب وہ اپنے ایمان میں ایک جُز و اور شامل کرلے اور وہ ہے تقویٰ۔ یہ دو کیمیکل کی عجیب ٹیکنالوجی بتا رہا ہوں کہ ایمان کے کیمیکل میں تقویٰ

کا کیمیکل داخل کردو بس ولایت کا کیمیکل بن گیا۔

ولایت کے دو اجزاء

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنا ولی بننے کے دو ہی جز وتو بتائے ہیں، دو ہی کیمیکل ہیں تیسرا نہیں ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم متقی ہو جاؤ اور گناہ چھوڑ دو تو بس تم میرے ولی ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں:

﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾

(سورۃ یونس، آیت: ۶۲۔۶۳)

غور سے سُن لو! میرے اولیاء وہی ہیں جو ایمان لانے کے بعد گناہوں سے اپنے کو محفوظ کرلیں۔ حرام لذتوں سے اپنی شرافتِ طبعیہ اور حیا و شرم کے سبب وہ مجھ سے شرما گئے کہ کب تک مالک کو ناراض کر کے حرام لذت ٹھونسوں گا؟

مال خرچ کرنے کے بہترین مصارف

تقریر ختم ہوگئی۔ اب کچھ ضروری اعلان کرنا ہے۔ ان لوگوں سے کہتا ہوں جو مجھ سے بیعت ہیں کہ اللہ کے دین پر خرچ کرنے کی عادت ڈالیں، یہی کام آئے گا باقی سب مال یہیں رہ جائے گا۔ جہاں کسی متقی عالم کا دارالعلوم بن رہا ہو، مسجد یا مدرسہ بن رہا ہو، اللہ کے دین کی نشر و اشاعت کے لیے کتابیں چھپ رہی ہوں تو اللہ کے دیئے ہوئے مال کو انہی کے راستے میں خرچ کرو اور اپنی آخرت بنالو۔

ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ مجھے کہیں سے پیسہ ملنے والا ہے، میں اُس کا انتظار کر رہا ہوں مگر وہ کام ابھی ہو نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ ذرا قرآن شریف کی اِس آیت پر نظر ڈالو اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریں گے اور تم انتظار کر رہے ہو کہ پہلے میرا

کام ہوجائے، پہلے اللہ میاں مدد بھیج دیں تب میں اللہ کو اپنا مال پیش کروں گا۔ تم تو قرآن شریف کی آیت کے خلاف جارہے ہو۔

بولو بھئی! اس آیت میں اِنۡ تَنۡصُرُ اللّٰہ مقدم ہے یا نہیں؟ یعنی اگر تم اللہ کے دین کے پھیلانے میں، دین کے دارالعلوم اور دین کے مدرسے قائم کرنے میں، دینی کتابوں کی نشر واشاعت میں مدد کروگے یَنۡصُرۡکُمۡ تب اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ تو پہلے کس کا تذکرہ ہے؟ جو تمہارے پاس ہو پہلے وہ نکالو، بڑی مرغی کا انتظار نہ کرو جو چھوٹا چوزہ موجود ہے وہی قربان کردو۔ اب یہ کہہ رہا ہے کہ میرا چوزہ بڑھ کر مرغی ہوجائے تب ہم اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے۔ بھئی! اللہ تعالیٰ تو ہمارا چوزہ بھی قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ تم پانچ روپیہ دو اللہ کے یہاں وہ بھی قبول ہے، اُس کو حقیر مت سمجھو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے والی بڑھیا تھوڑا سا پیسہ لے کر گئی تھی، لوگوں نے کہا کہ اِس پیسے سے مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام نہیں ملیں گے، اُس نے کہا کہ مجھے بھی یقین ہے کہ وہ اتنے سستے نہیں ہیں مگر کم از کم کل قیامت کے دِن میرا نام حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں تو لکھا جائے گا۔ تو کوئی شخص بھی اپنے کو محروم نہ سمجھے، دین کے کام میں جو پانچ روپیہ دے سکتا ہے وہ پانچ روپیہ دے دے مگر جو پانچ ہزار دے سکتا ہے تو سمجھ لو کہ جس دروازے سے ہوا جس اسپیڈ سے آرہی ہو اُس ہوا کے نکلنے کا دروازہ بھی اتنا ہی بڑا ہونا چاہیے اگر ہوا کے نکلنے کا دروازہ چھوٹا ہوگا تو بڑے دروازے سے جو ہوا آرہی ہے اس کی اسپیڈ بھی کم ہوجائے گی۔ اسی طرح جو کماتا تو زیادہ ہے مگر اللہ کی راہ میں تنگی سے دیتا ہے اس کی عالمِ غیب سے روزی بھی تنگ ہوجائے گی، اللہ کے یہاں یہ چالاکی نہیں چلے گی، جیسی اللہ تعالیٰ کے پاس سے آمدنی کی ہوا آرہی ہے اُسی مقدار سے رفت کی ہوا ہونی چاہیے

تا کہ عالمِ غیب سے اسی مقدار میں دوسری روزی آتی رہے۔

آپ جتنی ہمت کے ساتھ اللہ کے دین کی مدد کریں گے، اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہٗ بالکل کنگال ہوجاتے، ان کے بیوی بچے بھوکے مرجاتے کیونکہ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا تھا مگر میں یہ نہیں کہتا کہ سب مال دے دو کیونکہ ہر شخص کا ایمان صدیقِ اکبر جیسا نہیں۔ بس اپنے اپنے ایمان اور حوصلے کے لحاظ سے اللہ کی راہ میں اپنا مال پیش کرو۔

اب دعا کرو کہ اللہ ہم سب کو سلامت رکھے اور صحتِ جسمانی وروحانی ہم سب کو عطا فرمائے اور دونوں جہان میں عافیت عطا فرمائے اور ہم سب کی جائز حاجتیں پوری فرمائے، مردوں کی جائز حاجتیں بھی اور عورتوں کی جائز حاجتیں بھی اللہ تعالیٰ پوری فرما دے اور اللہ ہم سب کو اپنے گروہِ اولیاء میں شامل فرما دے اور گناہ سے دِل کو نفرت دے دے، طہارت دے دے اور جسم کو حفاظت دے دے۔ بس بے مانگے دو جہان دے دے، آمین۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ